عوامی نیشنل ایکشن پلان

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

عوامی نیشنل ایکشن پلان

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

پلڈاٹ، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا ایک پاکستانی تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ مصدرہ 1860ء (قانون نمبر 21 بابت 1860ء) کے تحت، بلا منافع کام کرنے والے ایک ادارے کے طور پر رجسٹرڈ ہے۔

کاپی رائٹ: پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی۔ پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں شائع کردہ

اشاعت: جولائی 2017

آئی ایس بی این: 978-969-558-699-0

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی۔ پلڈاٹ

اسلام آباد آفس: PO Box 278، F-8، پوسٹل کوڈ 44220 اسلام آباد، پاکستان

لاہور آفس: PO Box 11098، LCCHS، پوسٹل کوڈ 54792، لاہور، پاکستان

Email: info@pildat.org / Web:http://www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ 05

نیشنل ایکشن پلان کا تعارف 07

نکتہ 1: سزا یافتہ دہشت گردوں کی سزائے موت پر عملدرآمد 09
نکتہ 2: فوج کی زیر نگرانی خصوصی عدالتوں کا قیام: عدالتوں کی مدت دو سال ہوگی 09
نکتہ 3: عسکری تنظیموں اور مسلح گروپوں کو ملک میں کارروائیاں کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی 10
نکتہ 4: انسداد دہشت گردی کے ادارے نیکٹا کو مستحکم کیا جائے گا 10
نکتہ 5: نفرت انگیز انتہا پسندانہ، فرقہ وارانہ اور عدم برداشت کے مواد کو فروغ دینے والے لٹریچر، اخبارات اور رسالوں کے خلاف سخت کارروائی 11
نکتہ 6: دہشت گردوں اور دہشت گرد تنظیموں کی مالی معاونت کو روکنا 11
نکتہ 7: کالعدم تنظیموں کو دوبارہ نمودار ہونے سے روکنے کو یقینی بنانا 12
نکتہ 8: ایک خصوصی کاؤنٹر ٹیررزم فورس کا قیام اور تعیناتی 12
نکتہ 9: مذہبی تشدد کے خلاف موثر کارروائی 13
نکتہ 10: دینی مدارس کی رجسٹریشن اور ضابطہ بندی 13
نکتہ 11: پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے دہشت گردوں اور دہشت گرد تنظیموں کی مداح سرائی پر پابندی 14
نکتہ 12: فاٹا میں انتظامی و ترقیاتی اصلاحات، جس میں آئی ڈی پیز (بے گھر افراد) کی واپسی پر فوری توجہ دی جائے گی 14
نکتہ 13: دہشت گردوں کے مواصلاتی نظام کا مکمل صفایا کیا جائے گا 15
نکتہ 14: دہشت گردی کیلئے سوشل میڈیا کے غلط استعمال کے خلاف اقدامات 15
نکتہ 15: پنجاب میں عسکریت پسندی کے لئے مکمل عدم برداشت 16
نکتہ 16: کراچی میں جاری آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا 16
نکتہ 17: بلوچستان حکومت کو تمام سٹیک ہولڈرز کی مکمل ملکیت کے ساتھ سیاسی مفاہمت کا مکمل اختیار دینا 16
نکتہ 18: فرقہ واریت پھیلانے والے عناصر سے سختی سے نمٹا جائے گا 17
نکتہ 19: افغان پناہ گزینوں کے حوالے سے جامع پالیسی وضع کی جائے گی جس کا آغاز تمام پناہ گزینوں کی رجسٹریشن سے ہوگا 17
نکتہ 20: فوجداری نظام انصاف میں بہتری 18

حاصل کلام 19

حوالہ جات 20

پیش لفظ

’عوامی نیشنل ایکشن پلان‘ 20 نکاتی نیشنل ایکشن پلان کو شہریوں کے لئے آسان اور قابل فہم انداز میں پیش کرنے کے لئے پلڈاٹ کی ایک کاوش ہے۔

یہ پیپر حکومتوں، پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں سمیت تمام فریقین کے کردار کی وضاحت کرتا ہے تاکہ نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد سمجھنے میں شہریوں کے لئے آسانی رہے اور ان میں اس کی ملکیت کا زیادہ احساس پیدا کیا جا سکے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ زیادہ فہم اور احساس ملکیت کے ساتھ شہری، وفاقی اور صوبائی سطحوں پر نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کی صورت حال کے زیادہ منظم ادراک کا مطالبہ کریں گے۔

ہمیں امید ہے کہ قارئین اس کاوش کو مفید پائیں گے۔

لاہور

جولائی 2017

نیشنل ایکشن پلان کا تعارف

16 دسمبر 2014ء کو پشاور کے آرمی پبلک سکول پر ہونے والے حملے کے بعد 20 نکات پر مشتمل نیشنل ایکشن پلان بنایا گیا' جس کی بنیاد اس احساس پر تھی کہ دہشتگردی اور شدت پسندی سے لڑنے کیلئے اب حتمی فیصلہ کرنا ہوگا اور ملک کو اس خطرے سے نجات دلانے کیلئے بھرپور کارروائی کرنی ہوگی۔ اس پلان کے 20 نکات وہ اہم ترین اقدامات ہیں جو پاکستان کو دہشتگردی اور شدت پسندی سے نجات دلانے کیلئے ضروری قرار دیئے گئے۔

2 جنوری 2015ء کو وزیراعظم پاکستان کے زیر صدارت منعقد ہونے والے تمام سیاسی پارٹیوں کے اجلاس میں نیشنل ایکشن پلان کی منظوری دی گئی یہ پاکستان میں دہشتگردی اور شدت پسندی کے خلاف لڑائی کیلئے اہم ترین دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے' جس پر سب کا اتفاق ہے۔ ملک کے سیاسی رہنما ہوں یا فوجی قیادت' دونوں نے نیشنل ایکشن پلان کو ملک سے دہشتگردی کے خاتمے کیلئے نہایت اہم لائحہ عمل قرار دیا ہے۔ نیشنل ایکشن پلان اس لحاظ سے بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے نہ صرف سیاسی اور فوجی قیادت نے اتفاق کیا ہے بلکہ ملک کی وہ سیاسی جماعتیں جو اکثر ایک دوسرے کے خلاف کھڑی نظر آتی ہیں وہ بھی اس پر متفق ہیں۔ سیاسی اور فوجی قیادت کی جانب سے بارہا اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس پلان پر پوری طرح عمل کیا جائے گا۔

عوامی نیشنل ایکشن پلان' اس پلان کے تمام 20 نکات کی تفصیلی وضاحت پیش کرتا ہے۔ ہر نکتہ پر حکومتوں' پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں' شہریوں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں سمیت تمام فریقین کے کردار اور ذمہ داری پر روشنی بھی ڈالی گئی ہے تا کہ شہریوں میں نیشنل ایکشن پلان کا زیادہ ادراک اور ملکیت پیدا کی جاسکے۔

نکتہ 1: دہشتگردوں کیلئے سزائے موت

پاکستان میں 2008ء سے مجرموں کو پھانسی کی سزا نہیں دی جا رہی تھی۔ غیر مصدقہ خبروں کے مطابق جب حکومت نے 17 دسمبر 2014ء کو پھانسی کی سزا پر پابندی ختم کی تو تقریباً 8 ہزار قیدی سزائے موت کے منتظر تھے۔[1]

چونکہ کسی کو بھی موت کی سزا نہیں دی جا رہی تھی اس لئے لوگ دہشتگرد تنظیموں کا حصہ بننے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے تھے۔ مزید یہ کہ بیرونی دباؤ کی وجہ سے بھی مجرموں کو پھانسی کی سزا دینا ممکن نہیں ہو رہا تھا جس کی وجہ سے پاکستان میں انصاف کا نظام اپنا کام پوری طرح نہیں کر پا رہا تھا۔

عدلیہ: عدلیہ کا کردار دہشت گردوں کو سزا دینا اور سخت گیر دہشت گردی میں ملوث افراد کو قانون کے تقاضوں اور انصاف کے اصولوں کے مطابق سزائے موت سنانا ہے۔

فوجی عدالتیں: چونکہ فوجی عدالتوں کو ابتدائی طور پر 21 ویں دستوری ترمیم اور آرمی ترمیمی قانون 2015 کے ذریعے دو سال کے لئے دہشت گردی میں ملوث سولین افراد کے خلاف مقدمہ چلانے کے اختیارات دیئے گئے تھے جسے بعد میں 23 ویں دستوری ترمیم اور آرمی ترمیمی قانون 2017 کے ذریعے دسمبر 2018 تک مزید دو سال کی توسیع دے دی گئی، فوجی عدالتوں کا کام بھی قانون کے تقاضوں اور انصاف کے اصولوں کے مطابق سزائے موت سنانا ہے۔

وفاقی اور صوبائی حکومتیں: وفاقی اور صوبائی حکومتوں کا کردار ان سزاؤں پر عملدرآمد کرنا ہے جبکہ دہشت گردوں کی سزاؤں پر عملدرآمد کو ترجیح دینی چاہئے نیز سزائے موت پر پابندی اٹھنے کے بعد سزائیں اکٹھی ہو جانے کی وجہ سے تاخیر کا سدباب کرنا ہوگا۔

حکومت کو چاہئے کہ وہ سزائے موت پر عملدرآمد اور سزا دیئے جانے والے افراد کے جرائم کی نوعیت نیز سزائے موت کے منتظر افراد کی تعداد کے بارے میں معلومات وقتاً فوقتاً جاری کرے۔ اس سے اس عمل کو وہ شفافیت اور ساکھ ملے گی جس کی نیشنل ایکشن پلان کو وسیع پیمانے پر حمایت حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہے۔

سول سوسائٹی: اس حوالے سے سول سوسائٹی پر دو طرح کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پہلی یہ کہ وہ سزائے موت پر عملدرآمد کے غلط استعمال کے روکنے کو یقینی بنانے کے لئے نگران کا کام کرے۔ سول سوسائٹی کی دوسری ذمہ داری عوام کو ان خصوصی حالات کے بارے میں آگہی دینا ہے جن کے تحت سزائے موت پر پابندی کو اٹھایا گیا ہے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کے لئے ایسا کرنا کیوں ضروری تھا۔

نکتہ 2: دو سال کی مدت کیلئے فوجی عدالتیں

ہمارے نظام انصاف میں بہت سی خامیوں کی وجہ سے دہشتگردی کے ملزمان کے مقدمات کو انجام تک پہنچانا ممکن نہیں ہو پا رہا تھا۔ دہشتگرد تنظیمیں ججوں، گواہوں اور پولیس کو خطرناک دھمکیاں دے کر کام سے روک رہی تھیں۔ ایسی صورت میں خطرناک دہشتگردوں پر مقدمے چلانے کیلئے فوجی عدالتوں کی ضرورت محسوس کی گئی۔

فوج: اس حوالے سے فوج کی کئی ذمہ داریاں ہیں۔ پہلی ذمہ داری فوجی عدالتوں کو بھیجے جانے والے مقدمات کا انتخاب ہے۔ یہ کام فوج کی جج ایڈووکیٹ برانچ کرتی ہے۔ دوسری ذمہ داری شہادت اکٹھی کرنا اور پراسیکیوشن ہے۔ تیسری ذمہ داری ملزم کو وکیل دفاع فراہم کرنا ہے اور چوتھی ذمہ داری فوجی عدالت کی جانب سے مقدمے کی سماعت اور فیصلہ سنانا ہے۔

فوجی عدالتوں کی اہم ذمہ داری قانون کے تقاضوں اور انصاف کے اصولوں کے مطابق مقدمات کو تیزی اور سرعت سے نمٹانا ہے۔ تاہم ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ میں فوجی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کے زیر التوا ہونے نے مقدمات تیزی سے نمٹانے کی ان کی صلاحیت پر سوالات اٹھا دیئے ہیں۔

وفاقی اور صوبائی حکومتیں: حکومتوں کا کردار بنیادی طور پر فوجی عدالتوں کو مقدمات بھیجنا ہے۔ مثال کے طور پر، حکومت پنجاب کی صورت میں ابتدائی طور پر محکمہ داخلہ کی ایک کمیٹی فوجی عدالتوں کو مقدمات کی سفارش کرتی ہے، پھر یہ سفارشات ایپکس کمیٹی سے ہوتی ہوئی وزارت داخلہ تک جاتی ہیں۔ ان سفارشات کی جانچ کے بعد وزارت داخلہ انہیں فوج کی جج ایڈ ایڈووکیٹ برانچ کو بھیج دیتی ہے۔

پارلیمنٹ: پارلیمنٹ کا کردار، سینیٹ اور قومی اسمبلی کی مختلف سٹینڈنگ کمیٹیوں، خصوصاً پارلیمانی کمیٹی برائے قانون وانصاف کے ذریعے فوجی عدالتوں کے کام کی موثر نگرانی کرنا ہے۔

نکتہ 3: شدت پسند تنظیموں اور مسلح گروپوں پر پابندی

مسلح گروپ عوام اور ریاست کے خلاف کھلے عام جرائم کرتے پھرتے تھے، لہٰذا ان کے خلاف بھرپور کارروائی کی ضرورت تھی۔ ان شدت پسند جماعتوں نے لوگوں کی سلامتی اور تحفظ کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔

پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیاں: قانون اور امن عامہ برقرار رکھنے والی ایجنسیوں کے صلاحیت میں اضافے کے لئے قانونی فریم ورک فراہم کرنا پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی ذمہ داری ہے۔

ان کا کام اپنی مختلف سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ذریعے پیش رفت کی نگرانی کرنا بھی ہے۔

وفاقی اور صوبائی حکومتیں: اس حوالے سے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی متعدد ذمہ داریاں ہیں۔ پہلی پولیس، نگرانی اور ہتھیاروں کے خاتمے کو بہتر بنانے والے قوانین پر موثر عملدرآمد کرنا ہے۔

دوسری ذمہ داری ملک میں کام کرنے والی عسکریت پسند تنظیموں کے خلاف کارروائی کرنا ہے اور یہاں پولیس اور پیرا ملٹری فورسز دونوں کو بہترین نتائج کے لئے اپنے کام کو مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔

تیسری ذمہ داری خفیہ معلومات کا تبادلہ ہے اور اس حوالے سے نیشنل کاؤنٹر ٹیررزم اتھارٹی کا بنیادی کردار مختلف خفیہ اداروں کے مابین رابطہ رکھنا ہے۔

چوتھی ذمہ داری قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے قوانین پر موثر عملدرآمد پر نظر رکھنا ہے اور اس کی ذمہ داری 27 دسمبر 2014[2] کو وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے بنائی جانے والی کاؤنٹر ٹیررزم کمیٹی کے ساتھ 14 دیگر کمیٹیوں پر ہے۔

فوج: فوج کا کردار ان علاقوں میں بھرپور آپریشنز کرنا ہے جہاں اسے تعینات کیا گیا ہے نیز دہشت گردوں کو پکڑنے میں سول انتظامیہ جب مدد چاہیں تو اس کی مدد کرنا بھی ہے۔

شہری: اس نکتے کا کوئی نتیجہ اسی وقت برآمد ہوسکتا ہے جب حکومت اور عوام مل کر کام کریں۔ عوام کو اپنے اردگرد کے حالات پر گہری نظر رکھنی ہوگی اور کوئی بھی مشکوک بات علم میں آنے پر پولیس کو اطلاع کرنی ہوگی۔

نکتہ 4: دہشتگردی کے خاتمے کیلئے قائم کئے گئے ادارے نیکٹا کو مزید مضبوط کیا جائے گا

نیکٹا کو ایک مرکزی ادارے کے طور پر بنایا گیا جس کا کام وفاقی سطح کی مختلف انٹیلی جنس ایجنسیوں اور صوبائی سطح پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان رابطہ قائم کرنا تھا۔ اس کی ضرورت مختلف ایجنسیوں کے درمیان رابطے اور تعاون کی کمی کے پیش نظر محسوس کی گئی کیونکہ بعض اوقات متعلقہ اداروں کے پاس نامکمل معلومات ہونے کی وجہ سے دہشتگردوں کے خلاف کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا تھا۔

2009ء میں نیکٹا کا قیام تو عمل میں آ گیا لیکن اس کے مستقبل کے بارے میں سیاسی قیادت کوئی واضح فیصلہ نہ کرسکی اور یوں یہ ادارہ زیادہ متحرک نہ ہوسکا۔ اسی لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس ادارے کو پھر سے مضبوط اور متحرک بنایا جائے تاکہ یہ اپنا کام بہترین طریقے سے انجام دے سکے۔

نیکٹا کو نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے؛ تاہم، اگست 2016 میں مشیر وزیراعظم برائے قومی سلامتی، لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) ناصر خان جنجوعہ کی زیرقیادت، عملدرآمد اور جائزہ کمیٹی کے قیام کے بعد سے ذمہ داریوں کی تقسیم کا مسئلہ ہے کیونکہ اس کمیٹی کو بھی نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کی نگرانی کی ذمہ داری دی گئی تھی۔ نیکٹا کے پاس دہشت گردی اور انتہا پسندی کے بارے میں ریسرچ کرنے اور اسے متعلقہ فریقین میں متداول کروانے کی ذمہ داری بھی ہے۔

نکتہ 5: شدت پسندی، نفرت، فرقہ واریت اور عدم برداشت پھیلانے والوں کے خلاف سخت کارروائی

پاکستانی معاشرے کو جتنا نقصان مذہب کے نام پر شدت پسندی پھیلانے والوں نے پہنچایا ہے شاید ہی کسی اور نے پہنچایا ہو۔ معاشرے میں امن اور بھائی چارے کو فروغ دینے کی بجائے ان لوگوں کے نظریات نے مختلف طبقات کے خلاف نفرت ابھاری ہے اور یوں فرقہ واریت اور بدامنی کو فروغ دیا ہے، لہٰذا اخبارات، میگزین اور دوسرے میڈیا کے ذریعے اس طرح کی باتیں پھیلانے والوں کے خلاف سخت ایکشن کی ضرورت تھی۔ عام شہری بھی نفرت پر مبنی مواد کی سخت مخالفت کرکے اور اس قسم کی باتیں کرنے والوں یا مواد تقسیم کرنے والوں کے متعلق حکام کو اطلاع دے کر اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

صوبائی محکمہ جات کاؤنٹر ٹیررزم: نفرت انگیز تقریر اور انتہا پسندانہ تصورات کے لٹریچر کی نگرانی۔

کمیٹی برائے انسداد نفرت انگیز مواد: وزیر داخلہ چودھری نثار کے تحت قائم کمیٹی برائے انسداد نفرت انگیز مواد کے پاس ان ذرائع پر سفارشات دینا ہے جن کی مدد سے نفرت انگیز مواد کا مقابلہ کیا جاسکے۔[3]

پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں: پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کا کام نفرت انگیز مواد، خصوصاً لٹریچر اور اخبارات سے متعلق قوانین میں بہتری لانا ہے۔

شہری: اس حوالے سے شہری ایسے بیانیوں کی کھلے عام مذمت کرکے اور کسی بھی ایسے بیانیے کے فروغ کی اطلاع دے کر اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

نکتہ 6: دہشتگردوں کی مالی مدد کا خاتمہ

ریاست اور اس کے عوام کے خلاف دہشتگردوں کی جنگ کو ناکام بنانے کیلئے ضروری ہے کہ انہیں مالی مدد کی فراہمی بند کی جائے۔ بیرون ملک یا ملک کے اندر سے انہیں ملنے والی امداد کا خاتمہ ضروری تھا۔

اس کے علاوہ، ایک بڑی چیز جو دہشت گردی کی مالی مدد کو بڑھاوا دیتی ہے وہ غیر رسمی معیشت ہے کیونکہ اس سے غیر قانونی رقوم کا استعمال آسان ہو جاتا ہے۔

بنک: نجی بنکوں کا کام مشتبہ لین دین رپورٹس کے ذریعے مشتبہ لین دین کی اطلاع دینا اور انہیں سٹیٹ بنک آف پاکستان کے فنانس مانیٹرنگ یونٹ کو بھیجنا ہے۔

سٹیٹ بنک آف پاکستان: سٹیٹ بنک آف پاکستان کے فنانس مانیٹرنگ یونٹ کا کام ان مشتبہ لین دین رپورٹس کا جائزہ لینا اور یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا انہیں تحقیقات کے لئے ایف آئی اے کو بھجوایا جائے یا نہیں۔

وفاقی ادارہ تحقیقات: ایف آئی اے، سٹیٹ بنک آف پاکستان کے فنانس مانیٹرنگ یونٹ کی جانب سے اس کو بھجوائے گئی مشتبہ لین دین رپورٹس کی بنیاد پر تحقیقات کرنا ہے۔ اس کے بعد مشتبہ لین دین رپورٹس کو مقدمات میں تبدیل کردیا جاتا ہے۔

صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی: صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی کی ذمہ داری دہشت گردی کی مالی معاونت، جو زیادہ تر غیر رسمی معیشت کے ذریعے ہوتی ہے، میں ملوث افراد کو پکڑنا بھی ہے۔

عدلیہ: عدلیہ کا کام دہشت گردی کی مالی معاونت کے مقدمات کی تیز اور

موثر طریقے سے ساعت کرنا ہے۔

پارلیمان: وفاقی قانون، اینٹی منی لانڈرنگ ایکٹ میں متعدد قانون سقم موجود ہیں جنہیں پارلیمان کی توجہ کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر مشتبہ لین دین رپورٹس کی بنیادی رپورٹنگ ایجنسی صرف بنک ہیں اور اس کے تحت نجی شکایات قابل پذیرائی نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں غیر رسمی معیشت، جس کے ذریعے زیادہ تر دہشت گردی کی مالی معاونت ہوتی ہے، کے انضباط کے لئے کافی قانون سازی کی ضرورت ہے۔ لہذا مقننہ کی بنیادی ذمہ داری ان قانونی سقم کو دور کرنا ہے۔

شہری: جب لوگ بینکوں کی بجائے غیر رسمی طریقوں سے آپس میں لین دین کرتے ہیں تو دہشتگردوں کو بھی غیر قانونی طریقوں سے فنڈز حاصل کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ عوام کو چاہیے کہ وہ اس مسئلے کے حل میں اپنا کردار ادا کرنے کیلئے کاروباری وذاتی لین دین بینکوں کے ذریعے کریں۔ دہشتگرد اپنے شیطانی مقاصد کیلئے خیرات کے نام پر اکٹھی کی گئی رقم کو بھی استعمال کرتے ہیں، لہٰذا عوام کیلئے ضروری ہے کہ وہ دیکھ بھال کر چندہ دیں اور یہ یقینی بنائیں کہ جس شخص یا تنظیم کو چندہ دیا جا رہا ہے اس کا تعلق کسی دہشتگرد تنظیم سے نہ ہو۔

نکتہ 7: کالعدم تنظیموں کو نئے ناموں سے کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی

یہ بات باعث تشویش ہے کہ جن جماعتوں پر پابندی عائد کی جاتی ہے وہ نیا نام رکھ کر اپنے پرانے ارکان کے ساتھ پھر سے وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔ ان جماعتوں کو کام سے روکنے کیلئے کوئی مناسب طریقہ کار نہ ہونے کی وجہ سے ان پر لگائی جانے والی پابندی بے معنی ہو کر رہ گئی تھی۔

وفاقی وزارت داخلہ: انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے تحت تنظیموں کو کالعدم قرار دینا وفاقی وزارت داخلہ کا کام ہے۔

قانون نافذ کرنے والے ادارے: سولین اور فوجی جاسوس اداروں سمیت قانون نافذ کرنے والے ادارے مشتبہ تنظیموں کی سرگرمیوں کو مانیٹر کرتے ہیں اور اپنی رپورٹ وزارت داخلہ کو بھیجتے ہیں۔

کمیٹی برائے کالعدم تنظیمیں: وزیر داخلہ کی زیر قیادت اس کمیٹی کو کالعدم تنظیموں کے نئے ناموں سے دوبارہ وجود میں آنے سے روکنے کا خصوصی طور پر کام دیا گیا ہے۔

شہری: شہریوں کا بھی فرض ہے کہ اگر وہ کسی کالعدم جماعت یا اس کے کسی رکن کو پھر سے متحرک دیکھیں تو اس کے بارے میں متعلقہ اداروں کو اطلاع کریں۔

نکتہ 8: دہشتگردی کے خاتمے کیلئے خصوصی فورس کا قیام

یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ بہت سی وجوہات کی بناء پر موجودہ پولیس خفیہ اطلاعات ملنے کے باوجود دہشتگردوں کو پکڑنے میں ناکام رہتی ہے۔ خفیہ معلومات کے افشا ہو جانے یا دیر سے کارروائی ہونے کی وجہ سے بھی دہشتگردوں کے فرار ہو جانے کے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ دہشتگردوں سے نمٹنے کیلئے خصوصی تربیت یافتہ فورس کی ضرورت تھی، لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ دہشتگردی کے خلاف جنگ کیلئے ایک خصوصی فورس قائم کی جائے جو نہ صرف روایتی پولیس کا حوصلہ بڑھائے بلکہ صوبائی سطح پر دہشتگردی کے خلاف قائم کئے گئے اداروں کے ساتھ مل کر کام کرے تاکہ دہشتگردوں کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جا سکے۔

کاؤنٹر ٹیررزم فورس: چاروں صوبائی محکمہ جات کاؤنٹر ٹیررزم کی کاؤنٹر ٹیررزم فورس کی ذمہ داری چھاپے مارنا، مشتبہ افراد کو پکڑنا اور اہم علاقوں کی نگرانی کرنا ہے۔

کمیٹی برائے کاؤنٹر ٹیررزم: وزیر داخلہ کی سربراہی میں قائم کمیٹی برائے کاؤنٹر ٹیررزم کو 31 مئی 2015 تک ایک مخصوص کاؤنٹر ٹیررزم فورس کے قیام کا کام دیا گیا تھا۔ اس نے یہ ذمہ داری نبھاتے ہوئے چاروں صوبوں کے لئے ایک علیحدہ کاؤنٹر ٹیررزم فورس قائم کر دی ہے۔

نکتہ 9: اقلیتوں کا تحفظ

پاکستان کو مذہبی اقلیتوں کے رہنے کے لئے مشکل جگہ تصور کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ریاست، دستوری اور قانونی لحاظ سے عقیدے کی بنیاد پر شہریوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتی، تاہم مذہبی اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی عدم برداشت اور مختلف عقائد رکھنے والے شہریوں کے خلاف کارروائیاں ہورہی تھیں جن میں ان سے بدسلوکی، ان کے بائیکاٹ اور حتیٰ کہ دہشتگرد تنظیموں کی جانب سے ان پر بدترین تشدد کے واقعات پیش آرہے تھے۔ لہٰذا یہ ضروری محسوس کیا گیا کہ مذہب کے نام پر کسی بھی قسم کے استحصال کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے۔

وفاقی اور صوبائی وزارت ہائے تعلیم: وفاقی وزارت تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت، معاونت کے لحاظ سے اور صوبائی وزارت ہائے تعلیم کا ملک گیر سطح پر یکساں نصاب تعلیم اپنانے میں مطلوبہ اصلاحات کے لحاظ سے اہم کام ایسی تعلیم فراہم کرنا ہے جو کثرت پسندانہ اور مذہبی اقلیتوں کے لئے برداشت کا درس دے۔

پولیس: پولیس کا کام علاقے میں بسنے والی تمام مذہبی اقلیتوں کی حفاظت کو یقینی بنانا اور ان گروہوں اور افراد کے خلاف موثر کارروائی کرنا ہے جو ان پر ظلم کرنے کی کوشش کریں۔

کمیٹی برائے انسداد مذہبی جبر: وزیر داخلہ کی سربراہی میں وفاقی حکومت کی کمیٹی برائے انسداد مذہبی جبر کا کام ملک بھر سے مذہبی جبر کے خاتمے کی نگرانی کرنا ہے۔

مذہبی رہنما: اس حوالے سے مذہبی رہنما، اسلام میں برداشت اور رواداری کی تعلیمات دے کر اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

سول سوسائٹی: سول سوسائٹی کی ذمہ داری، نظرانداز مذہبی طبقات کی بہتری کی تائید کرنا اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں لوگوں کو آگاہی دینا ہے۔

شہری: یہ کام عام شہریوں کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ اقلیتوں کے خلاف دہشتگردی کی کارروائیوں کو روکنا تو ریاست کا کام ہے لیکن بنیادی طور پر یہ کارروائیاں معاشرے میں عام پائے جانے والے شدت پسندانہ اور نفرت پر مبنی نظریات ہی سے جنم لیتی ہیں۔ اقلیتوں کو تحفظ دینے کیلئے سب سے پہلا قدم معاشرے میں ان کے خلاف پائے جانے والے شدت پسندانہ اور نفرت پر مبنی جذبات کو رد کرنا ہی ہے۔

نکتہ 10: مدرسوں کی رجسٹریشن اور ریگولیشن

دہشتگردوں نے مدرسوں کے طلباء کو اپنے مذموم مقاصد کیلئے استعمال کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ کئی مدرسوں کے طلباء کو گمراہ کر کے شدت پسند اور دہشتگرد تنظیموں کا حصہ بنایا گیا، اور مزید تشویش کی بات یہ تھی کہ ان مدرسوں کی بڑی تعداد کے بارے میں حکومت کے پاس مکمل معلومات یا ریکارڈ نہیں تھا لہٰذا یہ پتہ چلانا ممکن نہیں تھا کہ کن مدرسوں کے طلباء شدت پسند تنظیموں میں شامل ہو رہے تھے۔

ایک اور اہم مسئلہ یہ بھی تھا کہ بعض مدرسے حکومتی نظام تعلیم کے ماتحت نہیں تھے اور یہ معلوم نہیں تھا کہ ان مدرسوں میں کیا پڑھایا جاتا ہے اور ان کی تعلیمی سرگرمیاں کس طرح کی ہوتی ہیں۔ یہ مدرسے اپنے نصاب تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نہ کرنے کے باعث اپنے طلباء کی سوچ کو محدود کر رہے تھے، جس کے باعث وہ آسانی سے دہشتگردوں کے پراپیگنڈہ کا شکار ہو کر ان کے نظریات سے متاثر ہو رہے تھے۔

چونکہ مدرسوں میں اکاؤنٹس اور فنڈز کے آڈٹ کا بھی کوئی سخت نظام موجود نہیں تھا لہٰذا دہشتگردوں کو موقع مل رہا تھا کہ وہ بعض مخصوص مدرسوں کو رقم دے کر اپنے مقاصد پورے کر سکیں۔ ایسی صورت میں یہ معلوم ہونا ضروری تھا کہ ملک میں کل کتنے مدرسے کام کر رہے ہیں اور ان کا نصاب تعلیم اور مالی ذرائع کیا ہیں۔

صوبائی حکومتیں: صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت مدارس کی رجسٹریشن کرنا ہے۔

وزارت ہائے تعلیم: وفاقی وزارت تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت کے اشتراک سے صوبائی وزارت ہائے تعلیم کی ذمہ داری نصاب کی تیاری ہے' جس کی مدارس کے لئے تو فوری طور پر ضرورت ہے۔

صوبائی محکمہ ہائے انسداد دہشت گردی: صوبائی محکمہ ہائے انسداد دہشت گردی کا کام مدارس کی معلومات اکٹھی کرنا ہے جن میں ان کا محل وقوع' تعداد طلبا اور کالعدم تنظیموں سے اگر تعلق ہو' کے بارے میں معلومات شامل ہیں۔ان محکموں کے ذمے ان مدارس پر چھاپے مارنا بھی ہے جن کا تعلق کالعدم تنظیموں سے ہو نیز دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ان کے ارکان کو گرفتار کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

صوبائی اسمبلیاں: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 میں کئی سقم ہیں۔ مثال کے طور پر پنجاب کے معاملے میں' قانون میں ان سوسائٹیوں کے لئے کوئی سزا نہیں ہے جو رجسٹر نہیں ہوتیں یا اپنے حسابات کا باقاعدہ آڈٹ نہیں کرواتیں؛ پنجاب اسمبلی کو یہ خامیاں دور کرنے کی ضرورت ہے۔

شہری: عام شہریوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے علاقے میں قائم مدرسوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور خصوصاً ان کے طلباء کے ساتھ بات چیت کریں تا کہ معلوم ہو سکے کہ ان کے نظریات شدت پسندانہ تو نہیں ہیں۔ کسی بھی مشکوک سرگرمی یا باعث تشویش بات کے سامنے آنے پر ضروری ہے کہ حکام کو متعلقہ مدرسے یا اس کے طلباء کے بارے میں خبر کی جائے۔

نکتہ 11: میڈیا پر دہشتگردوں کی تعریف وتوصیف پر پابندی

دہشتگرد اپنے حملوں کے ذریعے توجہ حاصل کرنے اور اپنے نظریات کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے عوامی رائے کو اپنے حق میں کرنے کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ محسوس کیا گیا کہ اخبارات اور ٹی وی پر ان کے پراپیگنڈہ کو رد کئے بغیر ان کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کے مکمل نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا): پیمرا وہ بنیادی ادارہ ہے جس کا کام میڈیا کی نگرانی کرنا اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ میڈیا میں دہشت گردوں کی تعریف وتوصیف نہ ہو پائے۔

عدلیہ: اس حوالے سے عدلیہ ایک اہم فریق ہے کیونکہ پیمرا کے فیصلوں کے خلاف اپیل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا' عدلیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ میڈیا پر دہشت گردوں کی تعریف و توصیف کی اجازت نہ دی جائے۔

شہری: عوام بھی اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے دہشتگردوں کی تعریف یا ان کے نظریات کو فروغ دینے کی کسی بھی کوشش سے حکام کو خبردار کر سکتے ہیں۔ عوام کو یہ جاننے کی بھی ضرورت ہے کہ دہشتگرد قرآنی آیات اور احادیث کی غلط تشریح کر کے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں اور اپنے بھیانک جرائم کو مذہبی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

نکتہ 12: قبائلی علاقوں میں انتظامی وترقیاتی اصلاحات' خصوصاً بے گھر ہونے والے افراد کی فوری واپسی

ریاست کی جانب سے وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں کو مسلسل نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ علاقے اس قدر پسماندہ رہ گئے کہ دہشتگردوں نے یہاں اپنا اثر و رسوخ بڑھایا اور ان علاقوں کو اپنی کارروائیوں کا مرکز بنا لیا۔ غربت کے شکار اور تعلیم سے محروم قبائلی نوجوان بھی دہشتگردوں کیلئے آسان شکار بن گئے اور وہ انہیں اپنی مسلح تنظیموں کا حصہ بنانے لگے۔ اس صورتحال کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا کہ قبائلی علاقوں کا نہ صرف انتظام بہتر بنایا جائے بلکہ وہاں ترقیاتی کام بھی کئے جائیں تا کہ دہشتگرد ان علاقوں کو دوبارہ اپنا مرکز نہ بنا سکیں۔

آپریشن ضرب عضب کے نتیجے میں قبائلی علاقوں کے افراد بڑی تعداد میں اپنے علاقوں کو چھوڑ کر ملک کے دیگر حصوں کی جانب ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ فوجی آپریشن کے بعد محفوظ بنائے گئے علاقوں میں وہاں کے لوگوں کی واپسی بھی انتہائی اہمیت کی حامل قرار دی گئی۔

وفاقی کابینہ: وفاقی کابینہ کو فاٹا اصلاحات کا عمل شروع کرنے کے لئے فاٹا اصلاحات کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کرنا ہے۔

فوج: فوج کا کام' بے دخل افراد کی گھروں کو واپسی اور فاٹا اصلاحات پر عملدرآمد میں سول انتظامیہ کی مدد کرنا ہے۔

نکتہ 13: دہشتگردوں کے آپسی رابطوں کے نظام کا مکمل خاتمہ کیا جائے

دہشتگردوں کے مراکز قبائلی علاقوں میں تھے لیکن وہ پاکستان کے دیگر حصوں میں موجود اپنے لوگوں کے ساتھ بہت سے مختلف ذرائع سے رابطہ رکھتے تھے تاکہ ملک بھر میں دہشتگردی کے حملے کرسکیں۔ ہمارے ملک میں غیر قانونی طور پر موبائل فون سموں کا حصول بہت آسان تھا اور دہشتگردوں نے ان سموں کو آپس میں رابطوں کا اہم ذریعہ بنالیا تھا۔ غیر قانونی سموں کی مدد سے ملک میں ایک حصے میں موجود دہشتگرد کسی بھی دوسرے حصے میں موجود اپنے ساتھیوں سے باآسانی رابطے میں رہتے تھے اور مل جل کر دہشتگردی کی کارروائیاں کرتے تھے۔

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کا کام پاکستان میں ٹیلی کمیونیکیشن کے سسٹمز کو منضبط کرنا ہے۔ اس حوالے سے 2014 سے 2016 کے دوران پاکستان بھر میں سموں کی بائیومیٹرک تصدیق حاصل ہونے والا ایک اہم سنگ میل ہے۔

صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی: صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک بھر سے دہشت گرد سیل کے فزیکل انفراسٹرکچر کو ختم کرے اور اس طرح ان کے مواصلات کے ذرائع توڑ دے۔

فوج: فوج کی بنیادی ذمہ داری' فاٹا' خصوصاً شمالی وزیرستان کے علاقے سے دہشت گردوں کے انفراسٹرکچر کا خاتمہ تھی کیونکہ یہ علاقہ منجملہ دیگر' وہ بنیادی مرکز تھا جہاں سے دہشت گردوں کے درمیان رابطے اور مواصلات کا کام سرانجام دیا جاتا تھا۔

نکتہ 14: سوشل میڈیا کو دہشتگردی کیلئے استعمال نہ ہونے دیا جائے

سوشل میڈیا عوامی رابطے کا بہت بڑا ذریعہ بن چکا ہے لیکن دہشتگردوں نے اس سہولت کو بھی اپنے شدت پسندانہ نظریات کو پھیلانے کا زریعہ بنالیا۔ چونکہ یہ سماجی رابطے کا ایک نیا ذریعہ ہے لہٰذا اس پر نظر رکھنے اور اس کے ذریعے کئے جانے والے جرائم کے متعلق ضروری قوانین موجود نہیں تھے۔ لہٰذا یہ ضروری سمجھا گیا کہ سوشل میڈیا کے ذریعے دہشتگردوں کے پراپیگنڈہ اور باہمی روابط کا راستہ روکنے کیلئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی وہ بنیادی ادارہ ہے جو سوشل میڈیا کو منضبط کرتا ہے اور دہشت گردی کے لئے اس کے غلط استعمال پر کارروائی کا آغاز کرتا ہے۔

وفاقی ادارہ تحقیقات: ایف آئی اے کی ذمہ داری پاکستان الیکٹرانک کرائمز ایکٹ 2016 کے تحت سوشل میڈیا کے غلط استعمال کی تحقیقات کرنا ہے۔

صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی: صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی نے پاکستان الیکٹرانک کرائمز ایکٹ 2016 کے تحت اختیار مانگا ہے کہ سوشل میڈیا کے غلط استعمال پر تحقیقات اور کارروائی کا آغاز صوبوں میں کیا جاسکے۔ یہ اختیار فی الحال صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی کو حاصل نہیں ہے۔

شہری: نیشنل ایکشن پلان کے اس نکتے پر کامیاب عمل میں شہری بڑا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ چونکہ سوشل میڈیا ایک وسیع نیٹ ورک ہے' اس لئے دہشت گردوں کے پراپیگنڈا کے خلاف موثر پولیس کارروائی حکام کے لئے مشکل ہے۔ لہذا' شہری متعلقہ حکام کو ایسی کسی سرگرمی کی اطلاع دے کر ریاست کے بہترین معاون کا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

نکتہ 15: پنجاب سے شدت پسندی کا خاتمہ

یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ پنجاب، اور خصوصاً اس کے جنوبی حصے میں، دہشتگردوں اور ان کی تنظیموں کے خلاف اس شدت کے ساتھ آپریشن نہیں کیا جارہا تھا جس کی ضرورت تھی، لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت پنجاب سے دہشتگرد گروپوں کا مکمل صفایا کیا جائے گا۔ ان گروپوں میں مذہب کے نام پر ہتھیار اٹھانے والے اور دیگر مسلح گروپ بھی شامل ہیں۔

محکمہ انسداد دہشت گردی پنجاب: محکمہ انسداد دہشت گردی پنجاب وہ بنیادی ادارہ ہے جس کے ذمے صوبے میں خفیہ معلومات اکٹھی کرنا نیز پنجاب میں عسکریت پسندی میں ملوث مشتبہ افراد کو گرفتار کرنا ہے۔

پنجاب رینجرز: 19 فروری 2017 سے پنجاب میں رینجرز کی تعیناتی کے بعد سے، پنجاب رینجرز کی ذمہ داری دہشت گردوں کے خلاف کارروائی میں صوبائی حکومت کی مدد کرنا ہے۔

پنجاب اسمبلی: پنجاب اسمبلی کا کام، بالخصوص اس کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے امورِ داخلہ کے ذریعے نیشنل ایکشن پلان کے اس نکتے پر عملدرآمد کی موثر نگرانی کرنا ہے۔ علاوہ ازیں، پنجاب اسمبلی کو چاہیئے کہ وہ نیشنل ایکشن پلان کے اس نکتے پر عملدرآمد کی صورت حال کے بارے میں متعلقہ وزراء کی جانب سے باقاعدگی سے بریفنگ کا اہتمام کرے۔

نکتہ 16: کراچی آپریشن کو مکمل کیا جائے

کراچی میں امن وامان کی صورتحال اتنی خراب ہوئی کہ عوام کے جان ومال کو شدید خطرہ لاحق ہوگیا۔ جرائم پیشہ افراد اس شہر میں یوں دندنانے لگے کہ لوگوں کیلئے اپنے کاروبار اور روزمرہ کے معمولات جاری رکھنا بھی مشکل ہوگیا۔ شہر میں امن وامان کی خراب صورتحال کو بہتر کرنے کیلئے ستمبر 2013ء میں رینجرز آپریشن شروع کیا گیا۔ تاہم یہ محسوس کیا گیا کہ جب تک تمام جرائم پیشہ گروہوں اور تنظیموں کے خلاف مکمل آپریشن نہیں کیا جاتا تب تک شہر میں لوٹ مار کرنے والوں، بھتہ مافیا اور دہشتگردوں کا خاتمہ ممکن نہیں ہے۔ یہ بھی محسوس کیا گیا کہ تمام مسلح تنظیموں اور دہشتگردوں کا مکمل خاتمہ نہ کیا گیا تو یہ پھر سے سر اٹھائیں گے اور اپنی کارروائیاں دوبارہ شروع کردیں گے۔

سندھ رینجرز: کراچی آپریشن کی بنیادی ذمہ داری سندھ رینجرز کی ہے جنہوں نے شہر میں سرگرم عمل عسکریت پسندوں کو گرفتار کیا ہے۔

صوبائی اسمبلی سندھ: سندھ اسمبلی کا کام، کراچی آپریشن کی پیش رفت کا جائزہ لینا ہے۔

وفاقی وزارت داخلہ: سندھ رینجرز، وزارت داخلہ کے ماتحت ہے اور اس نے کراچی آپریشن کے لئے ان کی تعیناتی کی ہے۔

شہری: بعض مافیا اور مسلح گروپ کچھ مخصوص طبقوں کی حمایت سے بھی اپنا اثر ورسوخ بڑھا رہے تھے۔ یہ گروپ مذہب اور زبان کے نام پر لوگوں کو تقسیم کرکے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ لڑا رہے تھے۔ عوام کو خبردار ہونے کی ضرورت ہے کہ مذہب اور زبان کو بنیاد بنا کر انہیں آپس میں لڑانے والے مسلح گروپ صرف اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور انہیں کسی بھی زبان یا مذہب کے ماننے والوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔

نکتہ 17: بلوچستان میں مفاہمت کیلئے حکومت کو مکمل اختیار دیا جائے

بلوچستان میں بدامنی، جس کے پیچھے بیرونی اور بعض اندرونی ہاتھ بھی ہیں، پاکستان کی سلامتی کیلئے خطرہ بن چکی تھی۔ جہاں ایک طرف علیحدگی پسند گروپوں کے خلاف آپریشن کی ضرورت تھی وہیں مستقل امن کیلئے یہ بھی ضروری تھا کہ مقامی لوگوں کو اختیارات دیئے جائیں اور انہیں فیصلہ سازی میں شامل کیا جائے۔ اسی ضروت کے تحت بلوچستان کے مسائل کو سب کے تعاون سے مل جل کر حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

وفاقی حکومت: وفاقی حکومت کو چاہیئے کہ صوبائی حکومت بلوچستان کو سیاسی مصالحت کرنے کا اختیار دے دے۔

حکومت بلوچستان: بلوچستان حکومت کا کام بلوچستان کے تمام فریقین کو اکٹھا کرنا اور صوبے کے مستقبل کے لئے اجتماعی حل نکالنے کے لئے ان کی حمائت حاصل کرنا ہے۔

قانون نافذ کرنے والے ادارے: بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کے خلاف کارروائی کی ذمہ داری قانون نافذ کرنے والے سول اور ملٹری اداروں کے پاس ہے۔

صوبائی اسمبلی بلوچستان: صوبائی اسمبلی بلوچستان خود اور اپنی کمیٹیوں کے ذریعے اس نکتے پر عملدرآمد کی وقتاً فوقتاً صورت حال طلب کرے۔ اسمبلی کو بلوچستان میں سرکشی کے خلاف کی جانے والی کاوشوں کی نگرانی کا جائزہ بھی لازماً لینا چاہیئے۔

شہری: جہاں تک شہریوں کا تعلق ہے تو اس بات کا احساس کرنے کی ضرورت ہے کہ اگرچہ بلوچ عوام کے مختلف حلقوں کے جائز سیاسی مطالبات کو ماننے کی ضرورت ہے، تاہم صوبے کے سرکش گروہ انہیں اپنے ذاتی مقاصد کے لئے محض بطور ایندھن استعمال کرتے ہیں۔ لہذا، شہریوں کو بلوچستان کے علیحدگی پرست گروہوں کے بیانیے کو رد کرنا چاہیئے اور جائز سمجھے جانے والے بلوچستان کے حقوق کے حصول کے لئے حکومت کے ساتھ رسمی چینلز پر مستقل مصروف رہنا چاہیئے۔

نکتہ 18: فرقہ واریت پھیلانے والوں کے خلاف سخت ایکشن

فرقے کے نام پر دہشتگردی کرنے والوں نے نہ صرف معصوم لوگوں کو قتل کیا بلکہ مختلف فرقوں کے درمیان تلخی کو بھی بے حد بڑھا دیا۔ ملک میں مختلف فرقوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کیلیئے ان دہشتگرد تنظیموں کے خلاف سخت ترین کارروائی کی ضرورت تھی جو فرقوں کے نام پر معصوم انسانوں کا خون بہاتے ہیں اور مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے شہریوں کے درمیان نفرت پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

پولیس: مقامی پولیس کا کام فرقہ واریت میں ملوث مشتبہ افراد کو گرفتار کرنا ہے۔

صوبائی محکمہ جات انسداد دہشت گردی: صوبائی محکمہ جات دہشت گردی کی ذمہ داری ہے کہ فرقہ واریت میں ملوث دہشت گردوں کو گرفتار کرے۔

مذہبی رہنما: مختلف فرقوں کے مابین مشترکہ صفات پر توجہ مرکوز کر کے اور فرقہ وارانہ تشدد کی مذمت کر کے مذہبی رہنما فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دے سکتے ہیں۔۔

سول سوسائٹی: سول سوسائٹی، عوام کو برداشت اور ایک دوسرے کے عقائد کے احترام کی آگہی کے ذریعے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دے سکتی ہے۔

شہری: شہریوں کو اس بات سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے کہ فرقوں کے نام پر نفرت پھیلانے والے دہشتگرد معاشرے میں جو زہر پھیلا رہے ہیں اس کا توڑ برداشت، رواداری اور باہمی محبت و بھائی چارے ہی میں ہے۔

نکتہ 19: افغان پناہ گزینوں سے متعلقہ جامع پالیسی، خصوصاً تمام پناہ گزینوں کی رجسٹریشن

پاکستان میں قانونی طور پر مقیم افغان پناہ گزین ملک کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان پناہ گزینوں کے درمیان کچھ دہشتگرد بھی چھپے ہوئے ہیں۔ پاک افغان سرحد پر دونوں طرف کے شہریوں کی آمد و رفت بھی بلا روک ٹوک جاری رہی ہے، جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سرحد پار موجود دہشتگرد تنظیمیں پاکستان میں دہشتگردی کی کارروائیاں کر رہی ہیں۔ اس مسئلے کے حل کیلیئے قومی سطح پر پالیسی بنانے کی ضرورت تھی جس کا سب سے اہم نکتہ تمام پناہ گزینوں کی رجسٹریشن ہے، تاکہ حکومت کو ان کے متعلق درست اور مکمل معلومات حاصل ہوں، جن کی بنیاد پر ایک جامع اور کارگر پالیسی بنائی جاسکے۔

وفاقی وزارت داخلہ: وفاقی وزارت داخلہ افغان پناہ گزینوں کی رجسٹریشن اور غیر رجسٹرڈ پناہ گزینوں کی وطن واپسی کے روڈ میپ کے معاملے کے حوالے سے پالیسی کی تشکیل کی ذمہ دار ہے۔

صوبائی حکومتیں: صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ افغان پناہ گزینوں کی بائیومیٹرک تصدیق کریں اور ان کو رجسٹر کریں نیز افغان پناہ گزینوں کی زیادہ آبادی والے علاقوں کی نشاندہی کریں۔

نکتہ 20: قانون و انصاف کے نظام کی بہتری

اگرچہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت فوجی عدالتوں کے قیام کی تجویز سامنے آئی لیکن یہ بھی محسوس کیا گیا کہ فوجی عدالتیں صرف عارضی حل ہیں دہشتگردی کے مسئلے پر کامیابی سے قابو پانے کیلئے ضروری ہے کہ قانون اور انصاف کے نظام کو مستقل بہتر بنایا جائے۔ مجرموں کو انجام تک پہنچانے اور دہشتگردی و دیگر جرائم پر قابو پانے کیلئے قانون و نظام انصاف میں کئی اصلاحات کی ضرورت ہے، جن میں گواہوں کا تحفظ، بھرپور قانونی کارروائی، مقدموں کے جلد فیصلے اور ججوں کا تحفظ سرفہرست ہیں۔

وفاقی حکومت: وفاقی حکومت کا کام فوجداری نظام انصاف کے ان پہلوؤں میں بہتری لانا ہے جو اس کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ اس میں ایف آئی اے اور نیب کی بہتری شامل ہے۔ وفاقی حکومت کی ایک اضافی ذمہ داری فوجداری نظام انصاف کے ان پہلوؤں میں بہتری لانے کے لئے صوبائی حکومتوں کی مدد کرنا ہے جو ان کے دائرہ اختیار میں آتے ہوں۔

پارلیمان: پارلیمان کی متعدد ذمہ داریاں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اپنی سٹینڈنگ کمیٹیوں، خصوصاً سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و انصاف کے ذریعے فوجداری نظامِ انصاف پر پیش رفت کی نگرانی کا عمل سر انجام دیں۔ دوسری ذمہ داری ان وفاقی قوانین میں بہتری لانے کے لئے ترامیم کرنا ہے جو فوجداری نظامِ انصاف سے متعلق ہوں خصوصاً ضابطہ فوجداری اور تعزیرات پاکستان کو بہتر بنانا۔

صوبائی حکومتیں: صوبائی حکومتوں کا کام فوجداری نظامِ انصاف کے ان پہلوؤں کے لئے تجاویز مرتب کرنا ہے جو صوبوں سے متعلق ہیں جیسے پراسیکیوشن اور انویسٹی گیشن۔

صوبائی اسمبلیاں: صوبائی اسمبلیوں کا کام فوجداری نظام انصاف سے متعلق ان قوانین میں بہتری لانا ہے جو ان کے دائرہ اختیار میں آتے ہوں۔

عدلیہ: فوجداری نظامِ انصاف میں عدلیہ کا کردار انصاف کی بروقت فراہمی کے لئے عدالتی نظام میں اصلاحات لانا ہے۔

حاصل کلام

نیشنل ایکشن پلان اس ہمہ جہت سوچ کی عکاسی کرتا ہے جو پاکستان سے دہشت گردی اور انتہا پسندی کے مکمل خاتمے کے لئے ہونی چاہیے۔

نیشنل ایکشن پلان کی اس وضاحت سے تمام متعلقہ فریقین کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ مکمل ہم آہنگی کے ساتھ اپنا اپنا کردار ادا کریں کیونکہ تمام محاذوں پر پیش رفت اس کے کامیاب عملدرآمد کے لئے ضروری ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ نیشنل ایکشن پلان پر کامیاب عملدرآمد کے لئے موافق فضا پیدا کرنے کے لئے شہریوں کی حمایت اہم ہے۔ جب تک شہریوں کے پاس دہشت گردی کے خلاف جنگ کی ملکیت ہے، دہشت گردوں کا پراپیگنڈا کامیاب نہیں ہوگا۔

حوالہ جات

1۔ '8261 prisoners; hanging in the balance' ایکسپریس ٹریبون' 18 دسمبر 2014 کو شائع ہوئی اور اس ویب سائٹ پر دستیاب ہے:
https://tribune.com.pk/story/808727/6261-prisoners-hanging-in-the-balance/

2۔ 'ایکشن پلان پر عملدرآمد کی ذمہ داری 15 کمیٹیوں کے پاس ہے' یہ خبر ڈان میں شائع ہوئی اور اس ویب سائٹ پر دستیاب ہے:
https://www.dawn.com/news/1153581

3۔ ایضاً

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

اسلام آباد آفس : پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان

لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان

ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org